محمد عمر فاروق

انقلاب کی باتیں

افغانستان میں طالبان کی حالیہ فتوحات سے پاکستان کے مختلف حلقوں میں طالبان کی طرز پر پاکستان میں انقلاب آنے کی چہ میگوئیاں شروع ہو گئی ہیں۔ پاکستان ماضی میں جن گردوں معاشی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی حالات کا شکار رہا ہے۔ آج کی صورتحال اس سے مختلف نہیں ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ماضی کی نسبت اب حالات زیادہ ابتر ہو چکے ہیں۔ عوام نے پچھلی حکومتوں کی عوام کش پالیسیوں سے تنگ آکر موجودہ حکومت کی آمد پر جس قدر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اب اس سے کہیں زیادہ ناراضی اور مایوسی بھرے جذبات کے مظاہر دیکھنے میں آرہے ہیں۔ کیونکہ عوام نے ہر قسم کی سیاسی جماعتوں کی حکومتوں کو آزمایا اور آخری امید پاک فوج سے وابستہ کی تھی۔ لیکن جرنیل بھی حالات کا دھارا موڑنے میں ماضی کے حکمرانوں کی طرح ناکامی سے دوچار نظر آتے ہیں۔ اس لیے اس تکلیف دہ حقیقت کے آشکارا ہونے پر عوام بے چینی و اضطراب میں مبتلا ہیں۔ اگرچہ عوام ابھی سڑکوں پر نکل آنے کی نوبت تک نہیں پہنچے۔ لیکن اندر ہی اندر اٹھنے والے طوفانوں کی خوفناکی کا اندازہ اچھی طرح کیا جاسکتا ہے۔ مسلم لیگ اگر موجودہ حکومت کے خلاف عوامی حمایت حاصل نہیں کر سکی تو اس کا بڑا سبب عوام کا مسلم لیگ کے خلاف اندرونی غصہ و نفرت ہی ہے۔ بالکل اسی طرح لیگی حکومت کے دوران پیپلز پارٹی کے عوامی جماعت ہونے کے باوجود آصف زرداری کی رہائی کے مطالبے کو عوامی حمایت و پذیرائی نہ مل سکنے میں وہی عوامی غیظ و غضب کارفرما تھا۔ اگر خاموش طوفان عوامی جماعت اور بھاری مینڈیٹ کے دعویداروں کو مسترد کر کے انہیں اقتدار سے الگ کر سکتے ہیں تو موجودہ اضطراب کی لہر فوجی حکومت کے خلاف جو نتائج پیش کر سکتی ہے۔ اس کی پہلی جھلک آنے والے بلدیاتی انتخابات میں عوام کی عدم دلچسپی کی شکل میں سامنے آنے والی ہے۔ اور یہ سلسلہ چل پڑا تو پھر جو طوفان جھوم کے اٹھے ہیں، تنکوں سے نہ ٹالے جائیں گے۔ اب گیند حکومت کے کورٹ میں ہے کہ وہ عوامی احساسات کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش بینی کے طور پر کیا قدم اٹھاتی ہے۔

طالبان تحریک جس وقت اٹھی تھی۔ اس وقت افغانستان متحارب گروہوں کی باہمی خانہ جنگی میں گرفتار تھا۔ عوام مسلسل حالت جنگ میں تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے روسی استعمار کے خلاف اپنے بیوی، بچوں، بہنوں، بیٹیوں، والدین، عزیز واقارب اور گھر بار کی عظیم قربانی دی تھی۔ اب اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی پیکار کی وجہ سے دل ہارے بیٹھے تھے۔ امن وامان کا تصور خواب بن چکا تھا۔ اقتدار کی اندھی طلب نے افغانستان کو بارود کا ڈھیر بنا رکھا تھا۔ بے چینی، بے آبروئی، باہمی کشمکش، بدامنی، مہنگائی اور غیر یقینی حالات کی ناگفتہ بہ صورتحال میں دینی مدارس کے کچھ اہل دل طلباء کرام ملک میں امن و سکون واپس لانے کا عزم بلاخیز لے کر اٹھے اور دیکھتے ہی دیکھتے امن کے ان سفیروں نے متعدد شہروں اور صوبوں کو بغیر جنگ و قتال کے حاصل کر لیا اور ان تمام علاقوں میں عملاً شریعت اسلامیہ کی عملداری قائم کر کے امن وامان کی فضاء بحال کر دی۔ تمام شہریوں سے اسلحہ واپس لے لیا۔ تمام شہریوں

کے جان و مال کی پاسداری حکومت نے اپنے ذمہ لے کر جرائم اور قتل و غارت کا خاتمہ کر دیا۔ اور حقوق و فرائض کی ادائیگی پر مبنی ایسا مستحکم نظام نافذ کیا کہ افغانیوں نے پہلی بار سکھ کا سانس لیا۔ طالبان کی خدا ترسی اور حسن اخلاق سے افغانستان کا نوے فیصد علاقہ آج ان کے قبضے میں ہے۔ عوام ان سے محبت کرتے ہیں کہ طالبان کی بدولت افغانستان امن و امان کا گہوارہ ہے۔ مساوات محمدی پر مبنی عدل و انصاف انہیں گھر کی دہلیز پر دستیاب ہے۔ حکمران اور وزرا۔ میلوں پھیلے محلات کی بجائے سادہ دفتروں اور خستہ حال گھروں میں نظر آتے ہیں۔ طالبان کی بصیرت وسلیقہ مندی اور حسنِ تدبر کا اس سے بڑھ کر اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ اقتصادی پابندیوں کے باوجود انہوں نے اپنی حکمت عملی سے ایسی قابلِ ستائش خارجہ پالیسی اختیار کی ہے کہ اب دنیا کی رائے ان کے حق میں ہموار ہو رہی ہے۔ اور کچھ ہی عرصہ میں افغانستان کو دنیا بھر میں تسلیم کیے جانے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

پاکستان میں این جی اوز کے پالتوں نااہل حکومتی مشیروں کی بدولت حالات جس برق رفتاری کے ساتھ تنزلی کی طرف جا رہے ہیں اور ماضی کی طرح حال کے حکمران حالات کی اصلاح میں جس ناکامی سے دوچار ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ملک میں انقلاب آنے کی پیش گوئی کو دیوانے کی صداء سمجھنے والوں کی عقل پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ انقلاب کون لائے گا۔ مگر ایک بات تو طے شدہ ہے کہ اب انقلاب اسلامی قوتوں کے ذریعے ہی آئے گا۔ موجودہ بڑی مذہبی جماعتیں جو مذہب کو سیاست پر قربان کر کے لادین طبقات کی بیساکھیاں بنی ہوئی ہیں اور حکومتوں کے بنانے اور گرانے ہی سے جن کے پیٹ کا دھندا اور چندہ چلتا ہے۔ ان مفاد پرست جھتوں سے انقلاب لانے کی امید رکھنا حد درجہ حماقت اور عقل و شعور کا بانجھ پن ہے۔

انقلاب وہ لوگ لائیں گے جو دنیوی مال و متاع سے تہی دست لیکن دولت ایمان سے معمور ہوں گے۔ جن کے دامن حرص و ہوس کے داغوں سے پاک ہوں گے۔ کمیشن خوری اور مالیاتی خرد برد جیسے جہنمی مشغلے اور رشوت و نذرانوں جیسے ابلیسی پارلیمان کے تحائف جنہیں چھو کر نہ گزرے ہوں گے۔ غیروں کی فضاؤں میں اڑانوں کی بجائے جن کے قدم اپنی ہی مٹی میں جمے ہوں گے۔ جمہوریت و لبرل ازم کی بجائے جو اسلامی شورائیت کے علمبردار ہوں گے۔ ایسے مسلم انقلابی وقت کے اسٹی فرعونوں سے خائف و مرعوب ہونے کی بجائے اپنے مالک حقیقی کا خوف و دبدبہ رکھتے ہوں گے۔ جن کا درسِ اخوت اور پیام بقاء انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے چھڑانا ہوگا۔ جو قصدِ منزلِ حق کے لیے ہجوم تیرہ شبی میں کتاب مبین کو چراغ راہ بنانے کے خوگر ہوں گے۔ آنے والے انقلابی اپنی ذات کو آئین سے ماورا نہیں بلکہ اپنے آپ کو ہر لحظہ دنیا و آخرت کے احتساب و جواب دہی کے لیے تیار رکھیں گے۔ وہ فرشتے نہیں انسان ہوں گے۔ آپ نے دیکھے نہ ہوں، مگر ایسے بھی ہیں۔ قارئین محترم! جب دھرتی دکھ و آزار سے بھر جائے اور جیون گھڑیاں عذاب بن جائیں تو رحمت حق جوش میں آتی ہے۔ تب انقلاب آیا ہی کرتے ہیں۔ انقلاب تبدیلی کا مناد ہوتا ہے۔ تبدیلی آیا ہی چاہتی ہے اور وہ وقت دور نہیں قریب ترین ہے کہ جب دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں

یہ فضاء معمور ہوگی، نغمۂ توحید سے